رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۸ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

جلد ۳۹ — ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء یوم سہ شنبہ — نمبر ۳

حضور ملک معظم قیصر ہند کا انتقال پُر ملال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پایندہ و باقیست خدا خواہد بود

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو بعد دوپہر تمام برطانوی مقبوضات اور ہندوستان میں تار برقی کی اس خبر نے تہلکہ مچا دیا۔ کہ حضور ملک معظم جارج خامس شاہنشاہ ہند اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ حضور ملک معظم اس وقت تمام دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک عظیم المرتبہ انسان تھے۔

۷ مئی ۱۹۱۰ء کو آپ اپنے والد محترم کنگ ایڈورڈ کی وفات پر بادشاہ بنائے گئے۔ اس وقت سے لیکر ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء تک ۲۵ سال ۹ ماہ کے عرصہ میں دنیائے ملوکیت میں عجیب عجیب ابتلاء آئے۔ قیصر جرمنی معزول ہوا۔ شاہ آسٹریا مر گیا۔ زارِ روس قتل ہوا۔ ایک شاہ ٹرکی تخت سے بھاگ کر مر گیا۔ دوسرا معزول ہوا۔ شاہ ایران بھاگ گیا۔ اور پھر مر گیا البانیہ میں انقلاب ہوا۔ افغانستان کی کایا پلٹ گئی۔ جنگ عظیم نے دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ خدیو مصر معزول ہوا۔ شاہ حجاز اول ملک بدر ہوکر مر گیا۔ شاہ حجاز ثانی دست بردار سلطنت ہوکر مر گیا۔ عراق میں جدید سلطنت قائم ہوگئی۔ اور شاہ اول بادشاہت کے دن پورے کرکے مر گیا۔ نجد کا بادشاہ حجاز پر مسلط ہوا۔ یہود جرمن سے نکالے گئے۔ اور فلسطین میں آباد کئے گئے۔ مشرق اردن پر جدید سلطنت قائم ہوگئی۔ شام سے ترکی حکومت مٹ کر عربی ہاشمی حکومت قائم ہوئی۔ پھر وہ بھی مٹ کر فرانسیسی حکومت قائم ہوگئی۔ پھر تیسرے دور میں ملک میں کئی جمہوری حکومتیں قائم ہوگئیں۔ اور شام الگ سلطنتوں میں تقسیم ہوگیا۔ ترکستان چینی کا نقشہ بدل گیا۔ چین پر جاپانی سیادت غالب آگئی۔ الغرض دنیا کا نقشہ گذشتہ پچیس سال میں بالکل بدل گیا۔

بہت سے بادشاہ تختوں سے معزول ہوئے اور انکی جگہ جمہوریتیں قائم ہوگئیں۔ اور بہت سے مر گئے۔ اور ان کی جگہ نئے بادشاہ بیٹھ گئے اور اور بہت سے معزول ہوگئے۔ اور ان کو اپنے ملکوں سے بھاگنا پڑا۔ ان سارے انقلابات کو ملک معظم کی آنکھوں نے دیکھا۔ مگر ان کا سنہ؟

اگلے ماہوار ایڈیشن کا ابھی سے انتظار کریں

چمکتا رہا۔ خدا تعالیٰ نے انکو جنگوں میں فتح دی۔ اور موت کے منہ سے نکال لیا۔ ہندوستان میں لمبے ایجی ٹیشن کے باوجود اہل ہند کے دلوں میں آپ کی عزت کو برقرار رکھا۔

الغرض آپ کی ذات دنیا کے بادشاہوں اور ملوک میں ایسی نمایاں تھی۔ کہ جسکی مثال نہیں ملتی۔ ساری دنیا کا نقشہ بدل جانے کے باوجود وہ اسی حالت میں نظر آتی رہی۔ جرمنی آسٹریا اٹلی اور روس کی تحریکوں نے ساری دنیا کو گھیر لیا دنیا بادشاہت سے نفرت کرنے لگی۔ مگر ملک معظم کی خوبیاں اس قدر تھیں کہ انگلستان کی پبلک کے دل اس قسم کی تحریکوں سے محفوظ رہے بلکہ جب جب دنیا میں بادشاہوں کے خلاف ایجی ٹیشن کے طوفان اٹھے۔ تو دنیا نے ان طوفانی موجوں کے شور میں سے ایک اور شور کو بلند ہوتے ہوئے سُنا۔ جو

گاڈ سیو دی کنگ

کا پُر کیف و پُر وجد نغمہ تھا۔

حضور ملک معظم کے زمانہ میں جس طرف انگریزی قواد نے اپنے بیڑے بڑھائے انکو فتح نصیب ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ اقوام عالم میں وہ مقام حاصل کیا۔ کہ ہر قوم کی سیاست انگلستان کی سیاست سے وابستہ ہوگئی۔ مدبران سیاست برطانیہ نے آپ کے زمانہ میں ایسی داغ بیل رکھی۔ جو کسی انگریز بادشاہ کے زمانے میں نہیں رکھی گئی۔ ان خوبیوں کے مالک بادشاہ کی موت انگریزی قوم کے لئے کوئی صدمہ آسان نہیں۔

ہندوستان اور ہندوستانیوں کے لئے بھی آپ کا وجود بہت بڑی برکات کا موجب تھا۔ آپ کے زمانہ میں ہندوستان سیلف ..... گورنمنٹ کی ابتدائی منزلیں طے کرنے کے قابل ہوگیا تھا۔ آپ نے زمانہ میں اگرچہ فتنے پیدا ہوئے۔ مگر سب کے سب خدا تعالےٰ کے فضل سے مٹ کر رہ گئے برخلاف اس کے حکومت برطانیہ آپ کے زمانہ میں دیگر سلطنتوں کے مقابلہ میں پرامن اور بابرکت رہی۔ اس لئے کون انسان ہوگا جو ایسے محسن بادشاہ کی موت پر اظہار رنج و غم نہ کرے گا۔

ہماری جماعت جو ہمیشہ تاج برطانیہ کی وفادار رہی ہے۔ اور جسکی تعلیم میں ملک معظم کی وفاداری کو بطور جزو لاینفک کے رکھا گیا اس پُر رنج و ملال خبر پر سخت افسوس اور رنج کا اظہار کرتی ہے۔ اور میں اپنی اور اپنے تمام قارئین کی طرف سے اس تعزیت نامہ کے ذریعے تمام شاہی خاندان کے ممبروں اور جنابہ ملکہ معظمہ کے پاس اظہارِ تعزیت کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس خاندان کو اپنے فضل و کرم کے نیچے رکھے اور جدید بادشاہ کو اور تمام خاندان شاہی کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔ اس عظیم الشان وجود کی موت نے دنیا کو ایک سبق دیا ہے۔ اگرچہ یہ سبق بارہا دیا جاچکا ہے مگر دنیا اسے بھولتی رہتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ انسان جس کے بیڑے۔ ہوا۔ زمین اور پانی پر منڈلاتی ہیں۔ اور جس کے لشکروں سے دنیا کی قوتیں ڈرتی اور ہیبت کھاتی ہیں۔ اور جس کے آدمی ساری دنیا کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں جو مدبروں۔ جرنیلوں۔ سیاست دانوں بادشاہوں۔ سائنس دانوں پر حکومت کرتا تھا اور جس کی سلطنت پر خدا کا سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس کی ساری قوتوں اور فوجوں سے اس کے بیڑوں اور جہازوں سے پھر انکی اس کے موجدوں اور سائنس دانوں سے اور پھر اس کے سیاست دانوں اور مدبروں سے موت کا فرشتہ اس شاہنشاہ کو چھین کر لے گیا۔ اور اب اسے واپس کوئی نہیں لاسکتا۔

انگلستان کا ہوائی بیڑا اور انگلستان کا جنگی بیڑا۔ بڑے بڑے ڈریڈناٹ اور بڑی بڑی توپیں تمام سلطنت کے افراد اب بادشاہ کو واپس نہیں لا سکتے۔ یہ کیوں؟

اس لئے کہ خدا کا نوشتہ پورا ہو۔

کل من علیہا فان۔ و یبقٰی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام

ساری روئے زمین کا بادشاہ ہوکر بھی انسان انسان ہی رہتا ہے۔ اور موت کا پیالہ اسے پینا پڑتا ہے۔ اور خدا کی ذات کے سوا زندگی کسی کے لئے زیب نہیں۔ پس ہر انسان کو اس دن کو یاد کرکے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

برطانیہ قوم کو ملک معظم کی وفات سے جو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہم اسکا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ملک ہندوستان عموماً اور جماعت احمدیہ خصوصاً اس رنج میں پورے طور پر اس صدمہ میں تاج برطانیہ کے ساتھ شریک ہے۔ آخر میں پھر دعا کرتا ہوں۔ کہ ع

باغِ جنت کا ہمیں وارث بنائے الحکم

(از قلم چوہدری محمد علی خان صاحب اشرف ہیڈ ماسٹر بیرم پور ضلع ہوشیار پور)

کیا مسرت خیز ہے یارو فضائے الحکم
صد ہا رنگوں سے مزین ہے قبائے الحکم

چار سو عالم منور ہوگیا اس نور سے!
جس طرف دیکھیں ہے پھیلی اب ضیائے الحکم

قدر و قیمت انکو ہے معلوم اس الحکم کی
جن تلک پہونچی ہے دلکش اب صدائے الحکم

ہوگیا دل سے فدا جس نے ہے دیکھا ایکبار
قادیانی پیکرِ فرخ لقائے الحکم

ہو رہی اکناف عالم واقف اسرار ہیں
گڑ گیا جس جا بھی عالم میں لوائے الحکم

جلوے کیا کیا ہے دکھاتا چارسُو عالم میں یہ
نقدِ جاں کر دو نچھاور تم برائے الحکم

جام بھر بھر پی لو یارو تم مئے عرفان کے
شوق سے دل کھول کر جب ہے پلائے الحکم

بابِ رحمت وا ہے داخل ہو جاؤ الوان میں
باغِ جنت کا ہمیں وارث بنائے الحکم

ہوگئے دل صاف سینے بھی منور ہوگئے
ایسی مرہم دل کے زخموں پر لگائے الحکم

دل لبھاتا ہے سُنا کر کیا صحابہؓ کے احوال
اپنے مولا کی حدیثیں بھی سُنائے الحکم

تم اگر بیڑا اٹھالو ہر قسم کے بوجھ کا!!
ہر جگہ میدان میں پھر فتح پائے الحکم

گر کرو کوشش عزیزو! تم اشاعت کیلئے
ہو جائیں مضبوط بیتک دست و پائے الحکم

پھر یقیناً ہوگا بیڑا پار اپنی قوم کا!!!
بے فکر گر زر سے ہوئے ناخدائے الحکم

اسکی ہمت اور جرأت پر ہمیں بھی فخر ہو
جب تمہارے ناز سارے یہ اٹھائے الحکم

ہے ادب سے التجا میری اے اشرف قوم سے
جس طرح بن آئے اس سے۔ ہو فدائے الحکم

اگلے ماہوار ایڈیشن کی ابھی سے انتظار کریں

سیرت المہدی کا ایک ورق

ٹھیکہ دار اللہ یار صاحب کی روایات

ٹھیکہ دار اللہ یار صاحب میاں محمد اکبر صاحب بٹالوی مرحوم و مغفور کے بھائی ہیں۔ اور اجتک خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ اور قادیان میں اپنا کاروبار کرتے ہیں میاں محمد اکبر صاحب پرانے اور مخلص صحابیوں میں سے تھے۔ ٹھیکیدار اللہ یار صاحب بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ قادیان میں ہماری رشتہ داری تھی ماسں رشتہ داری کی وجہ سے ہماری یہاں آمد و رفت تھی۔ اور یہ آمد و رفت حضور کے دعوے سے بھی قبل سے تھی۔ اسی وجہ سے ہم کو حضور کے حالات زندگی ابتدائے سے معلوم تھے۔ چونکہ محمد اکبر مرحوم حضور کے مخلص خادموں میں سے تھے ماسں لئے جب کبھی میں حاضر ہوتا تو حضور محمد اکبر کا ذکر فرماتے۔ اور فرماتے کہ کیا آپ محمد اکبر کے حقیقی بھائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کے دل میں محمد اکبر مرحوم کی کس قدر عزت تھی۔ الغرض ٹھیکیدار اللہ یار حضور کی خدمت میں پرانے زمانے سے آنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ انہوں نے کچھ روایات ۲۹ مئی ۱۹۲۱ء کو ذکر حبیب کی ایک مجلس میں بیان کی تھیں۔ وہ میں آج احباب کی ضیافت کے لئے پیش کرتا ہوں۔

چونکہ ٹھیکیدار صاحب مختلف قسم کے کام کرتے رہے ہیں اس لئے ان کی روایات میں ایک کاروباری رنگ کی جھلک نظر آتی ہے۔ (ایڈیٹر)

تصحیح روایات

حضرت عرفانی کبیر نے حیدر آباد سے لکھا ہے۔ کہ مکرمی شیخ نور احمد صاحب کی روایات میں میر عباس علی صاحب کو پٹیالہ کا وزیر اعظم لکھا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ اصل یہ ہے۔ کہ مرحوم خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت اخلاص تھا۔ شیخ صاحب نے ان کا ذکر سنا ہوگا۔ اور وہ یاد رہا۔ میر عباس علی صاحب لودہانہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت میر عباس علی صاحب قبلہ کے غالباً خسر تھے۔ اس لئے احباب اس نام کو درست کرلیں (ایڈیٹر)

(۱) مقدمہ کلارک کا ایک واقعہ

ہم چونکہ بٹالے میں رہتے تھے۔ حضور مقدمہ کلارک میں ایک دفعہ جب تشریف لائے تھے۔ حضور کی خدمت میں ہم اکثر حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ جب حضور تشریف لائے تو میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے مجھے دیکھکر فرمایا۔ محمد اکبر کہاں ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ حضور ایک گاؤں میں گئے ہوئے ہیں۔ حضور تشریف فرما تھے میں حضور کے پاؤں دبانے لگا۔ حضور کے محمد اکبر علیحدہ یاد کرنے پر ابھی دس منٹ ہی گزرے ہونگے۔ کہ محمد اکبر صاحب بھی حاضر ہو گئے۔ میرے بھائی نے پوچھا۔ کہ حضور کھانے کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ کھانا تو کھالیا ہے۔ مگر بعض دوست باقی رہ گئے ہیں چنانچہ اسی وقت میں تندور سے روٹیاں لینے کے لئے چلا گیا۔ اور لاکر جو دوست رہ گئے تھے ان کو کھانا کھلایا۔

اسی تاریخ پر بڑے بادل آئے ہوئے تھے۔ ظہر کے وقت ظہر عصر جمع کر کے پڑھی گئی نماز کی حالت میں عدالت سے آواز پڑ گئی۔ ہماری طرف سے کسی نے عدالت سے کہدیا۔ کہ حضور نماز پڑھ رہے ہیں۔ پڑھ کر پیش ہونگے۔ حضور نے اطمینان سے نماز پڑھی۔ جس وقت حضور پیش ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت .... بارش تیزی سے شروع ہو گئی تھی۔ اسی تاریخ پر کثرت سے لوگ ساتھ تھے عدالت سے فارغ ہو کر حضور آرام گھر تشریف لے گئے تھے۔ یہ اسی تاریخ کا واقعہ ہے۔ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی گواہی کے لئے آئے تھے۔ اور عدالت سے کرسی مانگی۔ اور اس پر ان کو ذلت سے باہر نکلنا پڑا۔ اور باہر آکر ہماری چادر پر بیٹھ گئے۔ ہم نے وہ چادر بھی لے لی۔ گواہی انہوں نے حضرت اقدس کے خلاف دی تھی۔ اسی مقدمہ کے ایام میں اکثر حضور نمازیں جمع کر لیا کرتے تھے۔

(۲)

میرے بھائی کا کاروبار بٹالے میں تھا۔ قادیان میں ان دنوں میں لنگر اور حضور کے گھر کے لئے اچھا آٹا دستیاب نہیں ہوتا تھا۔ اسی لئے حضور نے میرے بھائی کو حکم دیا کہ تم بٹالے سے آٹا لنگر کے لئے مہیا کیا کرو۔ جو ہم مہیا کیا کرتے تھے بار ہا میں بھی آٹے کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا حضور کے پاؤں دبایا کرتا تھا۔ حضور نے جب مجھے دیکھنا۔ تو فرمانا۔ آگئے۔ میں نے عرض کرنی۔ کہ ہاں حضور آگیا۔

(۳)

میں چونکہ مختلف قسم کے ٹھیکیداری کے کام کر لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں قادیان میں حاضر ہوا۔ اور میرے ساتھ کچھ ترکھان اور مزدور تھے حضور نے میری دعوت کی۔ اور جب حضور کو علم ہوا۔ کہ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ تو حضور نے ان کی بھی میرے ساتھ دعوت کر دی۔ اس سے حضور کے کرم و لطف کا پتہ چلتا ہے۔

(۴) ہجرت کے بعد کا واقعہ

میں جب قادیان میں ہجرت کر کے آگیا۔ تو یہاں کچھ لکڑی کا کاروبار شروع کر لیا۔ ایک دفعہ جب حضور نے مینار کے لئے بھٹہ لگوانا تھا۔ حضور نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ کچھ لکڑی دینگے میں نے عرض کی کہ حضور کتنی لکڑی درکار ہوگی فرمایا۔ اینٹوں کے لئے چاہئے۔ اور کچھ چارپائیاں بنوانی ہیں۔ میرے پاس پیپل کی لکڑی تھی۔ میں نے عرض کی کہ حضور پیپل کی لکڑی ہے۔ اس پر ایک دوست نے کہا۔ کہ حضور پیپل کے پائے پھٹ جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ کوئی حرج نہیں دنیا کی سب چیز فنا ہونے والی ہے۔

الغرض میں نے پائے بنا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دئے۔ اور پھر عرض کی کہ حضور کچھ روپے چاہئیں۔ حضور نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ ایک رومال میں کچھ روپے تھے۔ حضور لیکر باہر تشریف لائے۔ حضور نے وہ روپے میرے سامنے رکھ دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ جتنے لینے ہیں۔ لے لو۔ میں نے جس قدر روپیہ ضرورت تھی لے لئے اور عرض کیا۔ کہ حضور لے لئے ہیں۔ فرمایا۔ بس لے لئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ جی حضور بھٹہ کے لئے میں ایک قریب کے گاؤں سے لکڑی لے آیا۔ جب لکڑی کا حضور نے فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت میر ناصر نواب صاحب نے فرمایا۔ کہ روپیہ بہت خرچ آئیگا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ جس کے لئے لکڑی چاہیئے۔ وہ غریب نہیں ہے وہ تو غنی ہے۔ یہ اینٹ مہمان خانہ میں صرف ہوئی تھی۔

جب میں لکڑی لے آیا۔ اور خود کسی کام کے لئے باہر چلا گیا۔ تو حضرت میر صاحب نے اس لکڑی کو پھڑوا دیا۔ اس میں بہت سی لکڑی میری کارآمد تھی۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں اپنے حق کے متعلق شکایت کر دی۔ کہ میر صاحب نے میرا نقصان کر دیا ہے۔ حضور نے ہمارا مقدمہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے سپرد فرما دیا۔ میں میر صاحب سے دو تین سو روپیہ نقصان کا مانگتا تھا۔ اور وہ چالیس روپے مجھ سے مانگتے تھے جب کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ تو معاملہ پھر حضرت صاحب کے پیش ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ بس فیصلہ یہ ہوا۔ کہ اب کوئی کسی سے روپیہ نہ مانگے۔ اور ہم دونوں نے اسی وقت اپنا اپنا مطالبہ چھوڑ دیا۔

(۵)

حضور ہماری سادگی پر ناراض نہ ہوتے تھے

ایک دفعہ حضور ایک مقدمہ میں گواہی کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ مقدمہ فتح ہو گیا۔ جب ہم کو فتح کا علم ہوا۔ تو ہم اسی وقت دوڑے دوڑے گئے۔ اور ایک روپے کے پتاسے خرید کر لے آئے۔ اور حضور سے عرض کی۔ یا حضرت حضور ہی یہ پتاسے اپنے دست مبارک سے تقسیم کر دیں۔ حضور نے فرمایا۔ جاؤ بانٹ دو۔ مگر اس وقت ہم کو اتنی سمجھ نہ تھی۔ اس لئے ہم نے دو تین بار اصرار کیا۔ کہ حضور ہی بانٹ دیں۔ اور حضور خود بھی لے لیں۔ مگر جب حضور نے نہ مانا۔ تو ہم نے حضور کے دست مبارک کو پکڑ کر جھولی میں ڈال لیا۔ تو پھر حضور نے اس میں سے کچھ پتاسے نکال لئے۔ اور پھر ہم نے تقسیم کر لئے۔

(۶)

میری شادی کا ایک واقعہ

ایک دفعہ جبکہ میری شادی کا سوال درپیش تھا۔ ہم چند آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اندر تشریف فرما تھے۔ اور بالوں کی اصلاح کروا رہے تھے۔ حضور کی خدمت میں جب ہم نے اطلاع کرائی۔ تو حضور نے ہم کو انتظار میں نہ رکھا بلکہ اپنے پاس ہی اندر بلوا لیا۔ ہم نے جب اپنا مطلب بیان کیا۔ تو حضور نے فرمایا: کہ

میں تمہارے رشتے کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ اگر وہ رشتہ تمکو دیدیں تب بھی میں خوش ہوں۔ اور اور اگر نہ دیں۔ تب بھی میں خوش ہوں آپ خود ہی اس معاملہ میں فیصلہ کر لیں

چنانچہ ہم خاموش ہو کر واپس چلے آئے۔

مگر میں نے خود ہی تحریک کر دی۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ موسم گرما کی تعطیلوں کے ایام تھے۔ ہم پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے۔ اور نکاح کے لئے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو بلاؤ۔ میں مسجد میں ہی سے مولوی صاحبؓ کو آوازیں دینے لگ گیا۔ حضرت مولوی صاحب نیچے وضو کے لئے تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ حضور مجھے اس طرح بے تحاشا آوازیں دیتے ہوئے دیکھ کر ہنس پڑے۔ اور فرمایا اسے نکاح کا بڑا شوق ہے۔ مجھے یہ سن کر بہت شرمندگی ہوئی۔ مگر پھر حضور نے خود ہی کرم کیا۔ اور میرا نکاح پڑھ دیا۔

(۷)

مرض طاعون سے میری بیوی حضور کی دعا و دوا سے بچ گئی۔

طاعون کے ایام میں حضور نے فرمایا۔ کہ لوگ باہر چلے جائیں۔ اور مکانات میں لکڑیاں وغیرہ جلائیں۔ تاکہ جراثیم وغیرہ مر جائیں۔ اور ہوا صاف ہو جائے۔ ہم چار شخصوں نے باہر جا کر جھونپڑیاں بنالیں۔ اور ان میں چلے گئے۔

میری بیوی کو طاعون ہو گئی۔ حضور کو علم تھا۔ میں اطلاع دینے کے لئے گیا۔ حضور مسجد کی شاہ نشین پر بیٹھے رہتے۔ نیچے سے ہی آواز دی۔ دیکھ کر فرمایا۔ نیچے ہی رہو۔ اور پھر میری بیوی کا حال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور سینے میں ورم ہے۔ حضور نے مجھے سفید رنگ کی گولیاں دیں۔ میں جب جانے لگا۔ تو مجھے یاد آیا۔ کہ اچھر و بھگت رام کہتے ہیں۔ کہ مسیح تو مردے زندہ کیا کرتا تھا۔ اب طاعون پڑی ہوئی ہے۔ یہ کیوں مردے زندہ نہیں کرتے۔ میں نے یہ بات حضور سے کہدی۔ فرمایا۔ دیکھو اس وقت ہماری جماعت میں دو مردے ہیں۔ ایک تمہاری بیوی (اور ایک ماسٹر محمد الدین صاحب کی نسبت فرمایا جو اس وقت طاعون سے بیمار تھے)۔ میں ان کے لئے دعا کرونگا تم بھی دعا کرو۔ میں گولیاں لیکر چلا آیا۔ اس وقت میری بیوی کی حالت نازک تھی۔ میں اسے دوائی نہ دے سکا۔ آدھی رات کے وقت اس نے پانی مانگا۔ اس وقت میں نے اسے بید مشک کے ساتھ وہ گولیاں دے دیں۔ صبح کے وقت میری بیوی نے کہا۔ کہ مجھے بٹھا دو۔ میں نے بٹھا دیا۔ فجر کی نماز کے بعد میں نے قرآن شریف کھولا تھا۔ تو اس نے مجھے کہا۔ کہ مجھے بھوک لگی ہے مجھے کچھ کھانے کو دو۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے میری بیوی اور مولوی محمد الدین صاحب دونوں اچھے ہو گئے اور وہ لوگ جنہوں نے مجھے یہ بات کہی تھی۔ وہ سب مر گئے۔

(۸)

ایک لطیفہ

ایک زمانہ میں مچھلی تل کر فروخت کیا کرتا تھا۔ میر ساوی صاحب کو اس زمانے میں حضور نے چوہدری بازار بنایا ہوا تھا۔

ایک دن جبکہ حضور مسجد کی چھت پر ٹہل رہے تھے۔ میر ساوی صاحب مجھ پر ناراض ہوئے۔ کہ تم چھپڑ سے مچھلیاں پکڑ کر لاتے ہو۔ اور پھر ان کو لوگوں کو کھلا کر بیمار کرتے ہو۔ میں نے مذاق سے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ کہ نہیں صاحب آپ کے لئے میں چھپڑ سے مچھلیاں پکڑ کر لایا کرونگا۔ حضور نے اوپر سے سنا۔ اور بہت ہنسے۔ کہ خوب جواب ہے۔

(۹)

حضور کا تبرک

ایک دفعہ حضور لاہور تشریف لے جا رہے تھے میں نے ایک مٹی کے آبخورہ میں پانی ڈالا اور برف ڈالی۔ اور حضور کے پاس لے گیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضور پانی پی لیں۔ فرمایا۔ کہ میں نے پانی کیا پینا ہے۔ یہ تو تمہاری خواہش ہے۔ مگر حضور نے میری درخواست پر دو تین گھونٹ اسی آبخورے سے لے لئے۔ اور پھر آبخورہ مجھے واپس دے دیا۔

جو لوگ وہاں موجود تھے وہ مجھ سے مانگنے لگے۔ اور بعض چھیننے لگے۔ اور حضور کا تبرک گرنے لگا۔ حضور نے جب خدام کی اس تبرک کے لئے اس جنگ کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ اس پانی کو زیادہ پانی میں ڈال لو۔ اور سب پی لو چنانچہ اسی طرح ہم نے کر لیا۔ حضور کی محبت و شفقت جب آج یاد آتی ہے تو رونا آتا ہے۔ ایسی شفقت تو ہم نے ماں باپ میں بھی نہیں دیکھی

جناب سید فقیر محمد خان صاحب افغانی کی روایا

فقیر محمد خان افغان سید احمد نور صاحب کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اور آج کل شاید بنوں میں درزی کی دوکان کرتے ہیں۔ انہوں ۱۳ اپریل ۳۱ء میں ذکر حبیب کی ایک مجلس میں کچھ باتیں بیان کی تھیں۔ جو آج کی اشاعت میں شائع کی جاتی ہیں۔

میرا تصرف ان روایات میں اس قدر ہے۔ کہ خانصاحب نے جس اردو میں روایات بیان کی ہیں۔ وہ افغانی اردو ہے۔ جس میں مذکر کا مؤنث اور مؤنث کا مذکر بنا دیا ہے۔ اور میں نے اس قسم کی اغلاط کو درست کر دیا ہے۔ باقی روایات کے الفاظ اور مفہوم سب انہی کا ہے۔

(ایڈیٹر)

(۱)

میں بچپن ہی سے حضرت سید عبد اللطیف شہید مرحوم کی بیعت میں شامل تھا۔ وہ ہمیشہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہ زمانہ مسیح موعود علیہ السلام کے پیدا ہونے کا ہے۔ اور چونکہ ہم تک اس وقت تک خبر نہیں پہنچی تھی۔ اس لئے فرمایا کرتے تھے۔ معلوم نہیں وہ ابھی تک کیوں ظاہر نہیں ہوا۔ پھر ہم کو نصیحت کرتے تھے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہوں۔ تو ان کو مان لینا۔ ہم کو شہید مرحوم نے اسطرح تیار کر دیا تھا۔ جیسے ایک سپاہی میدان جنگ کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اور پھر پیٹھ نہیں دکھاتا۔

چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ پہنچا تو ہم نے فوراً مان لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہوا کہ ہم کو قادیان آنے کی توفیق ملی۔ اور ہم قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حاضر ہو گئے۔ یہاں آکر میں نے حضور کے دست مبارک پر دستی بیعت کی۔ اور پھر کچھ عرصہ رہکر واپس چلا گیا۔

(۲)

میرے والد صاحب تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ اور انہوں نے کسی اور پیر کی بیعت کی ہوئی تھی۔ میں ان کے پیچھے پڑا۔ اور ان کو مجبور کیا وہ میرے ساتھ قادیان چلیں۔ اور میں ان کو مجبور کر کے اپنے ساتھ قادیان لے آیا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اگر آپ کو کسی قسم کی تکلیف ہوگی تو میں اپنے ساتھ لے آؤنگا۔ انہوں نے مجھے راستہ میں کہا۔ کہ ہم کو پنجاب لے جا رہے ہو۔ دیکھو میں بڈھا آدمی ہوں۔ میں جب اس شخص کو دیکھوں گا۔ اگر وہ سچا ہوا تو میں اسے فوراً شناخت کر لوں گا۔ کہ وہ شخص مہدی ہے۔ یا کہ نہیں۔ الغرض ہم یہاں پہنچے۔ ہم کو حضرت خلیفہ اول کے مکان کے مکان پر ٹھیرنے کی جگہ ملی۔ ظہر کے وقت ہم مسجد مبارک میں آگئے۔ حضور اندر سے تشریف لائے۔ پگڑی کا شملہ اپنے منہ مبارک پر رکھا ہوا تھا۔ اور آپ اکثر ایسے رکھا کرتے تھے۔ میرے والد نے جب دیکھا۔ تو ان کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اور دوڑ کر پاؤں پر گر پڑے۔ حضور نے منع فرمایا۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوگئے۔ اور اصرار کرنے لگے۔ کہ حضور میری بیعت منظور فرمائیں۔ حضور کا طریق تھا۔ کہ بیعت کے لئے جلدی نہ فرمایا کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ذرا اور ٹھیر جاؤ۔ اور پھر چند دن بعد بیعت قبول فرمائی۔

چونکہ گرمی کا موسم تھا۔ چند دن کے بعد میرے والد کو گرمی نے تنگ کیا۔ اس لئے حضور سے اجازت لے کر اپنے والد صاحب کو لیکر واپس چلا گیا۔

بیرون ہند کے خریدار

لنڈن۔ افریقہ۔ بغداد۔ ایران۔ جاوا سماٹرا وغیرہ ممالک کے خریداروں سے میری درخواست ہے۔ کہ وہ الحکم کے استحکام و بقاء کے لئے فوراً اپنی قیمتوں کے منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر روانہ فرماکر ممنون فرمائیں۔

بیرون ہند کی قیمت ۶/۱۲ چھ روپے بارہ آنے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ڈاک خرچ بہت زیادہ ہے۔ اور یہ زیادتی صرف ڈاک کی وجہ سے ہے۔ احباب اس حساب سے قیمت ارسال فرمادیں۔

اور جو احباب مزید اعانت فرمائیں گے۔ انکی اعانت کے لئے میں شکر گزار ہوں گا۔

(محمود احمد عرفانی)

(۳)

ایک بڈھے کشمیری کا تذکرہ

ایک کشمیر کا بڈھا احمدی ان دنوں یہاں موجود موجود تھا۔ وہ کشمیر سے پیدل چل کر یہاں آیا تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ تو وہ حضور کی شان میں فارسی میں اشعار پڑھا کرتا تھا۔

(۴)

زلزلہ کے ایام

زلزلہ کے ایام میں سید نور احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے بھی اپنے ساتھ پہرہ دینے کو کہا۔ میں ٹھیر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت بڑا پلنگ تھا۔ جو نوار سے بنا ہوا تھا۔ سید احمد نور نے اسکے درمیان میں مصلیٰ بچھا لیا۔ اور بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک خادمہ اندر سے تبرک لائی۔ جو ہم نے کھا لیا۔ اس پلنگ پر ہم سو گئے۔ رات کو خواب میں میں نے آپ کو مکہ معظمہ میں پایا۔ میں نے سید احمد نور صاحب سے اس خواب کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا اچھا خواب ہے۔

دوسرے دن بھی سید احمد نور کے کہنے پر میں وہیں سویا۔ خادمہ دوسرے دن بھی کھانا لائی۔ اور اسی پلنگ پر ہم سو گئے۔ اس روز خواب میں میں نے دیکھا۔ کہ کمرے کے اندر دھوپ آئی ہوئی ہے۔ اور ایک فرشتہ اندر داخل ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک قلم ہے۔ جو بجلی کی طرح چلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ جماعت صدیقوں اور شہداء اور انبیاء اور غوث قطبوں کی جماعت ہے اور اس میں تمہارا نام بھی لکھتا ہوں۔

صبح کو فلاسفر صاحب مجھے ملے۔ میں نے ان سے اس خواب کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ واہ واہ جی بہت اچھا خواب ہے۔

(۵)

کرمدین کے مقدمہ کے دنوں میں

حضور جب کرمدین کے مقدمے کے ایام میں گورداسپور میں مقیم تھے میں ان دنوں ہی اپنے ملک سے آیا تھا۔ سید احمد نور کے ساتھ ہم پیدل گورداسپور میں پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا تو لنگر خانہ بھی وہیں تھا۔ اور سب لوگ وہاں موجود تھے گرمی کا موسم تھا۔ میں بھی حضور کو دبانے لگ گیا۔ حضور کو گرمی آئی ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ دبانے کے لئے ایک آدمی کافی ہے۔ تب باقی لوگ ہٹ گئے۔ اور میں دباتا رہا۔

حضرت مجھ سے میرے ملک کا حال دریافت فرماتے رہے۔ میں نے کہا۔ کہ حضور ملک کا حال بہت اچھا ہے۔ اور ایک حاکم کا ذکر کیا۔ کہ اسے میں نے تبلیغ کی تھی۔ وہ اب کتابیں مانگتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کونسی کتاب چاہیئے۔ میں نے تذکرۃ الشہادتین کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا حکیم فضلدین صاحب کتابوں کے محافظ ہیں۔ وہ.... یہاں نہیں۔ جب وہ قادیان آئیں گے تو آپ کو دے دیں گے۔

(۶)

ایک مسافر سے سلوک

ایک دفعہ ایک شخص حضور کے پاس آیا۔ اور اس نے سفر کی اجازت چاہی۔ حضور ٹہل رہے تھے اس سے پوچھا۔ کہ آپ کا کام ہو گیا۔ اس نے عرض کی کہ ہاں حضور ہو گیا۔

حضور نے جیب میں ہاتھ ڈالکر آٹھ روپے اسے نکال کر دیئے۔ اس نے لینے سے انکار کیا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ پھر اس نے لے لئے یا نہیں مگر حضور اسے واپس جانے پر آٹھ روپے دینے چاہے۔

شہنشاہِ معظم کی وفات کے مفصل حالات

بستر مرگ کے قریب شاہی خاندان کے افراد کا اجتماع

لنڈن ۲۰ جنوری ملک معظم رات کو گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ اس سلسلے میں جو سرکاری اعلان شائع کیا گیا ہے۔ وہ مظہر ہے۔ کہ شاہ جس وقت حالت نزع میں تھے۔ اس وقت ملکہ معظمہ۔ پرنس آف ویلز۔ ڈیوک آف یارک۔ پرنسس رائل۔ ڈیوک اور ڈچس آف کینٹ موجود تھے۔

۹ بجکر ۲۵ منٹ پر جب ڈاکٹروں نے بلٹن شائع کیا کہ بادشاہ کی زندگی کی امید نہیں۔ اس وقت سینڈرنگھم ہاؤس میں خاموشی طاری ہوگئی۔ شہزادہ ویلز۔ ڈیوک آف یارک ڈیوک آف کینٹ۔ اور پرنسس رائل شاہ کی خوابگاہ کے ساتھ والے کمرے میں موجود تھے۔

ارکان سلطنت کو اطلاع

وزیر اعظم اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد کو بذریعہ ٹیلیفون مطلع کیا گیا۔ سارے علاقے میں یہ خبر جنگل کی آگ کی سرعت سے پھیل گئی۔ مرد اور عورتیں سینڈرنگھم ہاؤس کی جانب دوڑتے ہوئے آئے۔ عورتیں رو رہی تھیں اور مرد برہنہ سر تھے۔

عیش و نشاط کی محفلیں منتشر ہوگئیں

لنڈن میں عیش و نشاط کی شبینہ محفلیں شاہ کی موت کی خبر سنتے ہی منتشر ہوگئیں۔ ایک بجے تک سارے ویسٹ اینڈ میں سناٹا چھا گیا۔ اس وقت لنڈن کے اس علاقہ میں ہُو کا عالم طاری تھا۔

پر سکون موت

بادشاہ کی موت نہایت پر سکون تھی۔ نزع میں انہیں مطلق تکلیف نہیں ہوئی۔ بادشاہ کی یہی خواہش تھی۔ کہ ان کی موت سینڈرنگھم ہاؤس میں ہی ہو۔ اس جگہ سے انہیں انس تھا۔ یہاں وہ نہایت آزادی اور بے تکلفی سے پھرتے شکار کرتے اور سواری کیا کرتے تھے۔ آخری دم تک انہیں درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

آخری وقت

جب ڈاکٹروں نے محسوس کیا۔ کہ اب انجام قریب ہے۔ اور صرف چند منٹوں کی بات باقی رہ گئی ہے۔ انہوں نے ملکہ اور شہزادگان کو بادشاہ کے کمرے میں بلا لیا۔ وہ ساتھ کے کمروں میں گھنٹوں سے منتظر بیٹھے تھے۔ سب اگر بادشاہ کے بستر کے ارد گرد کھڑے ہوگئے۔ ان کے سامنے بادشاہ نے آخری سانس لیا۔ اور چل بسے۔ ملکہ نے اس وقت تک نہایت صبر اور تحمل سے کام لیا تھا۔ لیکن اب دامنِ شکیب ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اپنے فرزند نئے بادشاہ کی طرف رخ کیا۔ اور روتی ہوئی اس سے بغلگیر ہوگئیں۔ سب نے آخری بار بادشاہ کے چہرے کو دیکھا۔ اور سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ کمرے سے باہر چلے گئے۔

وزیر اعظم کی طرف پیغام

شاہ کے انتقال سے چند منٹ بعد سینڈرنگھم ہاؤس سے زبردست طاقت کی ایک موٹر لنڈن کی طرف بڑی تیز رفتاری سے روانہ ہوئی۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں شاہ کا پرائیویٹ سکرٹری لارڈ وگرام تھا۔ جو وزیر اعظم مسٹر بالڈون کو شاہ کی موت کی اطلاع دینے کے لئے لنڈن کو گیا۔ شاہی خاندان کے جو افراد اس وقت موجود نہ تھے۔

وصایا کے لئے زائد صفحے

اتفاق سے دفتر الحکم میں اس دفعہ کچھ زیادہ وصیتیں جمع ہوگئی تھیں۔ جن کی اشاعت کے لئے الحکم کے عام صفحات میں سے صرف ایک صفحہ لیا گیا ہے۔ باقی چار صفحے بالکل زائد لگا کر وصایا شائع کی گئی ہیں۔ اس دفعہ کا اخبار صرف ۱۶ صفحات پر شائع ہونا چاہیئے تھا۔ مگر وصایا کی وجہ سے ۲۰ صفحے کا اخبار شائع کیا جا رہا ہے۔

یہ اعلان اس لئے شائع کر رہا ہوں کہ کوئی دوست کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ اتنے صفحے وصیتوں کے لئے کیوں لے لئے۔

(مینیجر)

انہیں ملکہ نے خود ٹیلیفون پر مطلع کیا۔

نیا بادشاہ

نیا بادشاہ صبح تک ڈیوک آف یارک اور لارڈ وگرام کے ساتھ شاہ کی تجہیز و تکفین کے متعلق مشورہ کرتا رہا۔ نئے ملک معظم آج دن کو بذریعہ کار لنڈن کونسل کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے جائیں گے۔ جس میں ہوم سکرٹری اور کنٹربری کا لاٹ پادری بھی موجود ہوگا۔

موت سے پہلے بے ہوشی

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ موت سے کچھ دیر پہلے بے ہوشی کی حالت طاری ہوگئی تھی۔

جھنڈے سرنگوں کر دیئے گئے

شاہ کی موت کا اعلان ہوتے ہی لنڈن میں لوگ قصر بکنگھم کے سامنے موت کی خبر پڑھنے کے لئے جمع ہونے شروع ہوگئے۔ صبح آٹھ بجے تک قصر کے سامنے برہنہ سر لوگوں کا عظیم الشان اجتماع ہوگیا۔ پالیمنٹ پر یونین جیک سرنگوں کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سینٹ پال کے گرجے کے گھنٹے نے ماتم کا اعلان شروع کیا۔ جو کامل ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔

نئے بادشاہ کی تخت نشینی

شاہ جارج کے انتقال کے فوراً بعد شہزادہ ویلز ایڈورڈ ونڈسر نے شاہ ایڈورڈ ہشتم کے نام سے عنانِ حکومت سنبھالی۔ موصوف ابھی بالکل نوعمر معلوم ہوتے ہیں۔ شاہ جارج آنجہانی نے اپنی موت سے صرف بارہ گھنٹے پیشتر بیماری کے باعث اپنے اختیارات حکومت ملکہ اور شہزادوں کو تفویض کئے تھے۔ یہ تمام اختیارات اب نئے بادشاہ کو منتقل ہوگئے ہیں۔ پریوی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا ہے جس میں نئے بادشاہ کے ساتھ حلف وفاداری اٹھایا جائیگا۔

پرانی روایات اور دستور کے مطابق آج لنڈن کے رائل ایکسچینج کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر نئے بادشاہ کے متعلق اس تاریخی فقرے کے ساتھ اعلان کیا جائیگا۔ "بادشاہ مرد! بادشاہ زندہ باد!"

شاہ کی موت کے بعد آئینی کارروائی

شاہ کی موت کے بعد آئینی کارروائی اسطرح عمل میں لائی جاتی ہے۔ کہ ڈاکٹر موت کی تصدیق کرتے ہیں۔ جس کے بعد ہوم سکرٹری کو سرکاری طور پر اطلاع دی جاتی ہے۔ ہوم سکرٹری ذاتی طور پر لاش کا معائنہ کرتا ہے۔ اور اس کے بعد موت کی تصدیق کرتا ہے۔ ازاں بعد کونسل آف ریجنسی کے دیگر ارکان کی معیت میں شہزادہ ویلز کو تخت پیش کرتا ہے۔ شہزادہ ویلز قبول کرتے ہی رسم تاجپوشی تک قانون اور واقعہ کے مطابق بادشاہ بن جاتا ہے۔

بادشاہت کے پہلے تین گھنٹے

نئے بادشاہ نے اپنی بادشاہت کے پہلے تین گھنٹے آئندہ لائحہ عمل پر غور کرنے کے لئے ڈیوک آف یارک اور لارڈ وگرام کی صحبت میں گزارے۔ اور قدرے آرام کرنے کے بعد علی الصبح ہی اٹھے۔ اور ذاتی رنج و ہم کو بالائے طاق رکھ کر امور بادشاہت کی ادائیگی میں منہمک ہوگئے۔

نیا بادشاہ ڈیوک آف یارک کی معیت میں نارفوک سے بذریعہ ہوائی جہاز لنڈن جا رہے ہیں۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم کی بادشاہت کا اعلان کرنے کے لئے پریوی کونسل کا اجلاس شام کے چار بجے قصر سینٹ جیمز میں منعقد ہوگا۔

لنڈن کے لارڈ میئر کو بادشاہ کا تار

نئے بادشاہ نے لنڈن کے لارڈ میئر کو حسب ذیل برقیہ ارسال کیا ہے۔

"دلی رنج و غم سے میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میرے محبوب والد شاہ جارج رات کے گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔"

اگلے ماہوار ایڈیشن کا ابھی سے انتظار کریں۔

نو ماہ ماتم منانے کا حکم

نئے بادشاہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ درباری نو ماہ تک آنجہانی بادشاہ کا ماتم کریں۔

شاہ جارج کی وفات کے متعلق حکومت ہند کا اعلان

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ گزٹ آف انڈیا کی ایک غیر معمولی اشاعت کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈیپارٹمنٹ نے مندرجہ ذیل اعلان کیا ہے۔

گورنر جنرل باجلاس کونسل انتہائی حزن و ملال کے ساتھ اعلیٰ حضرت شاہ جارج پنجم بادشاہ برطانیہ آئرلینڈ و برطانی مقبوضات ماورائے انتجار شہنشاہ ہند کی وفات حسرت آیات کا اعلان فرماتے ہیں۔

مزید برآں گورنر جنرل باجلاس ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ مزید احکام تک ملک معظم کی سول ملٹری اور افضائی سروس کے جملہ حکام ماتم میں مصروف رہیں

ستر توپیں داغنے کا حکم

گورنر جنرل باجلاس کونسل ہندوستان میں برطانی رعایا کے جملہ فرقوں سے متوقع ہیں۔ کہ اس انتہائی المناک اور جانکاہ موقعہ پر وہ سب ادب و احترام کا اظہار کریں گے۔ مزید احکام تک جملہ جہازوں۔ بندرگاہوں اور سٹیشنوں پر تمام جھنڈے سرنگوں کر دئے جائیں۔ اور ماتم کے طور پر مختلف مقامات پر اور فوجی بحری مرکزوں میں ۷۰ منٹ تک ایک ایک منٹ فی گولہ کے حساب سے توپیں داغی جائیں۔ اس سے یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ ملک معظم کی عمر ۷۰ سال تھی

کابل میں شاہ انگلستان کا ماتم

کابل ۲۱ جنوری ملک معظم کی وفات کی وجہ سے آج صبح سے ہی تمام جھنڈے سرنگوں تھے۔ عالی قدر جلالت مآب سردار محمد ہاشم خاں وزیر اعظم اور سردار شاہ محمود خاں وزیر حرب نے دوسرے وزراء دولت کی معیت میں برطانوی سفارت میں جا کر سفیر سے اظہار افسوس کیا۔ کابل کے ہندوستانیوں نے بھی ملک معظم کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا ہے۔

نئے بادشاہ کو تخت نشینی پر مبارکباد

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ ہز ایکسیلنسی لنسی وائسرائے نے وزیر ہند کو حسب ذیل برقیہ ارسال کیا ہے۔

حکومت ہند نے ملک معظم کی وفات کی خبر کو دلی رنج کے ساتھ سنا ہے۔ ہندوستان ایک ایسے بادشاہ کی موت پر ماتم کناں ہے۔ جس کی سلور جوبلی ابھی چند دن ہوئے اظہار وفاداری و محبت کے انتہائی جذبات کے درمیان منعقد ہوئی تھی۔ اور جسے ہند کے تمام فرقے ہر حالت میں اپنا محسن و مربی تصور کرتے تھے۔ والیان ریاست اور باشندگان ہند کی جانب سے ہم حضور اور ملکہ میری کی خدمت میں اس حادثہ جانکاہ میں دلی رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے پر ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہیں۔

حضور نظام کی سلور جوبلی کا جشن

حیدر آباد ۲۱ جنوری۔ حضور ملک معظم کی وفات کے پیش نظر اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سلور جوبلی کا جشن ملتوی کر دیا گیا ہے۔

ملک معظم کی تدفین

نئے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم بہت دیر تک ڈیوک آف یارک اور پرائیویٹ سیکرٹری لارڈ وگرام کے ساتھ شاہ جارج کی لاش کو تزک احتشام کے ساتھ دفن کرنے کے متعلق مشورہ کرتے رہے۔ آپ تخت نشینی کی رسوم ادا کرنے کے لئے لنڈن جا رہے ہیں۔ وہاں آرچ بشپ آف کنٹربری اور وزیر داخلہ کی موجودگی میں پریوی کونسل حلف وفاداری لے گی۔

رسم تدفین ویسٹ منسٹر ایبی میں تزک و احتشام کے ساتھ منائی جائے گی۔

نہایت اندوہناک حادثہ

مکرمی چوہدری محترم چوہدری غلام محمد صاحب ہمارے منیجر نصرت گرلز سکول و پریزیڈنٹ سمال ٹوَن کمیٹی جو سلسلہ کے ایک معزز اور محترم رکن ہیں۔ کا ایک چھوٹا بچہ بعمر ۷ سال ۲۲ جنوری کو دوپہر کے وقت ایک فجائی حادثہ کا شکار ہو گیا۔

بچہ اپنے نوکر کے ساتھ بھینس کو پانی پلانے گیا۔ وہ بالکل تندرست اور اچھی حالت میں تھا۔ اس نے بھینس کے رسہ کو اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اس حالت میں بھینس کسی چیز سے ڈر کر بھاگی۔ اور وہ معصوم دور تک گھسیٹتا چلا گیا۔ جس سے گردن ٹوٹ گئی۔ اور موت واقعہ ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ موت کے فرشتہ نے ہی بچہ کے کان میں کہا تھا۔ کہ رسہ گلے میں ڈال۔ اس شدید حادثہ میں تمام احمدیہ جماعت قادیان اور تمام ہندو مسلمان اور سکھ شرفاء کو چوہدری صاحب موصوف سے ہمدردی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں شرم و حیا کا جامہ اتار کر بےحیائی کا لباس پہن لیا ہے اور سلسلہ کی عداوت میں اندھے ہو کر ایسی موت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب اور انکے تمام کنبے کو صبر کی توفیق دے (آمین)

جدید ملک معظم کی تخت نشینی کے متعلق پریوی کونسل کا اجلاس

اور

ارکان پالیمنٹ کا حلفِ وفاداری

لنڈن۔ ۲۱ جنوری۔ پریوی کونسل کے ارکان کا مکمل اجلاس جن کی تعداد تین سو تک پہونچتی ہے۔ صرف اسی وقت منعقد ہوتا ہے۔ جب بادشاہ کی تخت نشینی کی رسم بجا لائی جائے۔ چنانچہ آج سہ پہر کو قصر سینٹ جیمز میں یہ اجلاس منعقد ہوا۔ عوام کا ہجوم اپنے ملک کے سربر آوردہ انسانوں کے اجتماع کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گیا تھا۔ پریوی کونسل کے ارکان میں سے اکثر نے ماتمی لباس پہن رکھا تھا۔ چار بجے شام سے قبل بادشاہ اپنے قصر سے نکل کر دیوان خاص میں آگئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈیوک آف گلاسٹر اور ڈیوک آف یارک بھی اجلاس میں حاضر تھے۔ پریوی کونسل کا اجلاس ایک گھنٹہ تک ہوتا رہا۔

لنڈن۔ ۲۱ جنوری۔ نئے بادشاہ کی وفاداری کا حلف اٹھانے کے لئے شام کے چھ بجے امراء اور عوام پارلیمنٹ کے ایوانوں میں ماتمی لباس پہنے داخل ہوئے۔ غیر ملکی سفیر دار العوام کی گیلریوں سے تمام کارروائی دیکھ رہے تھے۔ جب سپیکر ایوان میں داخل ہوا۔ تو تمام آوازیں ختم گئیں اور تمام ممبر سروقد کھڑے ہو گئے۔ جونہی سپیکر کرسی پر بیٹھا ایوان کے دبیر نے اس کے سامنے انجیل مقدس اور حلف کے تحریر شدہ الفاظ رکھ دیئے۔ حلف کے الفاظ یہ ہیں۔ "میں خدا کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ ملک معظم شاہ ایڈورڈ کا وفادار رہونگا۔ اور ان کے جائز وارثوں اور جانشینوں کی بھی فرمانبرداری کرونگا۔ خدا میری مدد کرے"۔

خود حلف وفاداری اٹھانے کے بعد سپیکر نے دوسرے ارکان سے حلف لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے ارکان کابینہ و وزراء مخالف جماعت کے قائدین سے حلف لیا گیا۔ اس کے بعد عقب کے بنچوں کی باری آئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حلف لینے میں کئی دن صرف ہوں گے۔

دار الامراء میں ایک دلچسپ بات یہ تھی۔ کہ چبوترے پر نئے بادشاہ کے لئے ایک سرخ تخت بچھا ہوا تھا۔ حالانکہ گذشتہ ربع صدی میں وہاں بادشاہ کی ملکہ اور شہزادہ ویلز کے لئے بھی علیحدہ تخت بچھائے جاتے تھے۔

ایوان میں کافی ہجوم تھا۔ دعا کے بعد چانسلر نے صاف آواز میں حلف وفاداری لیا اور اس کے بعد لارڈ ہیلی فیکس پلائی موتھ اور تین سو دیگر امرا نے حلف وفاداری لیا۔ امراء کی خواتین ماتمی لباس پہنے گیلریوں سے نظارہ کر رہی تھیں۔

اگلے ماہوار ایڈیشن کی ابھی سے انتظار کریں

حضور ملک معظم وشاہنشاہ ہند کے مختصر حالات زندگی

حضور بادشاہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء روز شنبہ کو ایک بجکر ۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چمبرلین اور بیگمات موجود تھیں۔ لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز اس شہر میں مشتہر ہوگئی۔ جس پر ہر ایک شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی۔ ڈچز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کی خوابگاہ کو آگ لگ گئی۔ مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرے سے علیحدہ کر دیئے گئے۔

دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مارلبرو ہوس یا سینڈرنگھم میں ہوتی تھی۔ اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و تربیت میں بنفس نفیس حصہ لیتی تھیں۔ چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپ کی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کر دی تھیں۔ مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۸۷۱ء میں زمانہ تعطیل سینڈرنگھم میں۔ شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ ملکہ کے ساتھ) آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت نے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی۔ اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے چنانچہ پادری مارلبر فورس ایک خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج تیز اور زندہ دل ہے۔"

اسی طرح تیراکی اور شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خورد سالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان شاہی کے روبرو پیش ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اور شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائیں گے۔ مگر ملک معظم مرحوم نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز برطانیہ پر بھیجے گئے۔ اور دو سال تک کپتان فیر فیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے۔ مسٹر لائنیس آپ کے خاص استاد تھے۔ جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالب علموں میں اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پائی تو ۱۵ جولائی ۱۸۷۹ء آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے۔ اس جہاز پر علاوہ مسٹر لائنیس کے آپ کی تعلیم کے لئے ریورنڈ جے۔ این ڈالٹن بھی مقرر کئے گئے۔ یہ جہاز جس سکواڈرن میں تھا۔ وہ ریر ایڈمرل ارل آف کلین ولیم کے سپرد تھا۔

۱۸۷۹-۸۲ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ نے جزائر غرب الہند جنوبی امریکہ۔ کیمپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور۔ سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس۔ اور یونان۔ کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گئے تھے۔ آپ جہاں کہیں جاتے سب آپ کا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلیٰ اخلاق و اوصاف کا اثر ڈالا۔ آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا۔ جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا۔ اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہوگئی۔ کہ شہزادوں (یعنی آپ نے اور آپ کے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر لنگر کی شکل کھدوالی اور آپ کے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے۔

دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہنچے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کہ و مہ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ چنانچہ برج ٹوٹن میں حبشنوں نے اپنے زیور اتار کر آپ پر تصدق کئے۔ ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کئے۔ جس میں سے ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے۔ آخر آپ کا سفر مع الخیر ختم ہوا۔ اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کر کے متعدد عہدے پائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ جب آپ سنہ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ جب کہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے۔ اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ اور منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ حالت کذائی دیکھکر سخت حیرت ہوئی۔ اور اس نے بمشکل آپ کو شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے۔ کہ یکایک آپ کے نے جو ولیعہد سلطنت ہونے والے تھے انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہو گئی۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف ورنس" اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے متفخر فرمایا۔ اسی سال ۱۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنے کا پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا۔ اور وہیں لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے۔ مئی ۱۸۹۳ء آپ کی شادی اپنے مرحوم بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ آف ٹک سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک شامل تھیں شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب گونڈل موجود تھے۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں قحط پڑا تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کے لئے ایک رقم کثیر عطا فرمائی۔ آئرلینڈ کا سفر کیا ۱۸۹۸ء میں آپ نے کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے آئرلینڈ کا سفر کیا۔ جنوری ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے وفات پائی تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف روتھسے۔ ارل آف کیرک بیرن آف رنفریو اور گریٹ سٹورڈ آف سکاٹلینڈ کے خطابات مرحمت ہوئے۔

اسی سال آپ کو کینیڈا۔ آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا۔ جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا افتخار حاصل ہوا۔ اور نومبر ۱۹۰۵ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا۔ آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپ کے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورے سے تیار کیا گیا۔ جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن میسور گوالیار۔ کشمیر۔ اندور۔ جیپور۔ اودے پور۔ بیکانیر۔ الور وغیرہ وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ نے قدوم فرخ لزوم سے متفخر کا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والاقدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ شاہان ایران کی مانند۔ آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔

مباہلہ پنڈی بھٹیاں کیلئے مسلسل دُعا

یہ مباہلہ غیر احمدیوں کے چیلنج پر حضرت امیر المومنین کی اجازت سے صداقت مسیح موعود پر کیا گیا تھا۔ جس میں فریقین کے آٹھ آٹھ آدمی شامل ہیں۔ اور اس کی ایک سال کی مدت ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو ختم ہوتی ہے۔ غیر احمدی شرارتوں اور گالیوں میں بڑھ رہے ہیں۔ اور منظم طور پر احمدیوں کے درپے آزار ہیں۔ اس مباہلہ کے نتیجہ کی انتظار تمام علاقہ میں دور دور تک کی جا رہی ہے۔ کئی لوگ نشان کو دیکھ کر احمدیت میں داخل ہونے کی امید دلاتے ہیں۔ چونکہ یہ مباہلہ جماعتی صورت میں ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت حضرت مسیح موعود اور احمدیت کی فتح کا ایک نہایت ہی اہم سوال ہے اس لئے اس کی اہمیت کو یاد دلاتے ہوئے دردمندانہ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مابہ الامتیاز نشان کے ساتھ احمدیت کو فتح دے۔ اور دنیا پر ظاہر کر دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی طرف سے سچے رسول ہیں۔ نیز ہمارے گناہوں سے چشم پوشی فرما کر پنڈی بھٹیاں میں احمدیت کو پھیلا دے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حفاظت چاہنے والے مباہلین

(خاکسار غلام محمد عابد)

اگلے ماہوار ایڈیشن کی ابھی سے انتظار کریں

خودکشی وخودکنانی کارا را
خودتورونق دہی آں بازار را

از قلم صوفی فضل آلہی صاحب احمدی بمبئی والے

گزشتہ سے پیوستہ

صبح کی نماز کے بعد خاکسار مسجد سے نکل کر کس مپرسی کی حالت میں جگہ کی تلاش کے لئے ادھر ادھر پھرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر پھرا تھا کہ اچانک ایک بازار میں اپنے ایک ہموطن دوست پر جن کا نام گلزمان خاں تھا نظر پڑی۔ ان کو پکار اگیا۔ وہ آواز سنتے ہی مجھے دیکھ کر میرے پاس آئے اور بڑی محبت سے ملے اور اپنے مکان پر لے گئے۔ اُن دنوں گل زمان خاں بمبئی میں ملازم تھے۔ اب وہ اپنے وطن میں ہیں۔ کچھ تجارت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صداقت کے قبول کرنے کا موقعہ عنایت فرمائے۔ آمین!

بمبئی جیسے شہر میں اتنا جلدی اپنی کسی تدبیر سے ایک ناواقف آدمی کو بغیر کسی پتہ کے کسی دوست کا مل جانا سوائے خدا تعالےٰ کے رحم اور تصرف کے ناممکن امر ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے بمبئی کو دیکھا ہوا ہے۔ وہ خود پکار اٹھینگے۔ کہ ؎

خودکنی وخودکنانی کار را
خودتورونق دہی آں بازار را

خاکسار کو بمبئی میں ملازمت کا خیال لے گیا تھا۔ ملازمت کی تلاش شروع کی۔ خدا تعالےٰ نے دس پندرہ یوم کی تلاش پر ایک مسلمان سیٹھ کے بچوں کو پڑھانے پر لگا دیا۔ مسلمان سیٹھ ملازمت کے بعد ہر روز سختی ہی سے پیش آتا۔ اور خاکسار کے السلام علیکم کا جواب تک بھی نہ دیتا۔ آخر ایک دن جب اس کی سخت کلامی حد سے بڑھتی ہوئی دیکھی تو یہ خیال کر کے کہ مسلمان ذلیل نہیں ہوتا۔ ترک ملازمت کا خیال لے کر اس کے بنگلہ سے باہر نکل آیا۔ اس کے پاس میری تنخواہ کے قریباً ساٹھ روپے جمع تھے۔ ان روپوں کا مطالبہ بھی غیرت کے خلاف سمجھا گیا۔ لیکن جب بنگلہ سے باہر نکلا۔ اپنی بیکسی کو دیکھتے ہوئے آنسو جاری تھے۔ اور یہ بھی کہ اس روز خاکسار کے پاس صرف ایک اٹھنی اور ایک پیسہ تھا۔ خدا تعالیٰ کی بے نیازی ایک سائل کے سوال کرنے پر جلدی میں اسکو اٹھنی چلی گئی۔ پھر سائل سے واپس لینا مناسب نہ سمجھا گیا۔ اس شام کو خاکسار نے اپنی چادر دوکاندار کے پاس رکھ کر کچھ تھوڑی بہت روٹی کھائی۔

یہ نقشہ بھی گو

خودکنی وخودکنانی کار را

کا ہی مضمون تھا۔

تین چار یوم دعائیں کرتے کرتے گزرے۔ چوتھے روز کی شام کو جبکہ خاکسار ایک گلی سے گزر رہا تھا۔ کہ وہی سیٹھ صاحب جن کی ملازمت کو چھوڑا تھا سامنے آگئے۔ اور بڑی عاجزی اور انکساری سے السلام علیکم کہا۔ لیکن یہ خیال کر کے کہ اس نے خاکسار کے السلام علیکم کا کبھی جواب نہیں دیا تھا۔ مجھے بھی اس کے السلام علیکم کا جواب نہیں دینا چاہیے السلام علیکم کا جواب نہ دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دار الجزا ہے

بدی کا پھل بدی اخر مرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سیٹھ صاحب نے خدا تعالیٰ کا واسطہ دیکر خاکساری سے کہا۔ کہ برائے خدا خفگی معاف فرمادیں۔ اور میرے ساتھ چل کر کم از کم اپنی تنخواہ تو لے لیں۔

الغرض سیٹھ صاحب کی انکساری اور بار بار اللہ تعالےٰ کے واسطوں نے خاکسار کو اس کے بنگلہ پر جانے کے لئے مجبور کر دیا۔ بنگلہ پر جانے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جس روز سے خاکسار نے ملازمت چھوڑی تھی۔ اس روز سے اس کے تمام کنبے کو ایک عجیب اور سخت مرض نے گھیرا ہوا ہے۔ بیماری کا ذکر کرنے کے بعد سیٹھ صاحب کہنے لگے یہ بیماری اور مصیبت آپ کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہم سے ناراض ہیں۔ آپ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میرے کنبے کو اس مصیبت اور بیماری سے نجات دیدے۔ سیٹھ صاحب کے بار بار کہنے اور انکساری کرنے پر دعا کی تحریک ہوئی۔ تمام رات خاکسار اس کے کنبے کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم سے ایک ہی دن میں سیٹھ صاحب کے اور عجیب مرض سے نجات دیدی۔ سیٹھ صاحب نے مصیبت کی نجات کی خوشی میں کئی ہزار روپیہ دیا جس روپیہ کو خاکسار نے کچھ عرصہ تک خدا تعالےٰ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا۔ خدا تعالےٰ سے درخواست ہے۔ کہ وہ قبول فرما دے۔ آمین۔

اور یہ بھی کہ ضروریات کی کئی چیزیں وائٹ وے لیڈلا کمپنی بمبئی سے خریدیں۔ یقیناً وہ دعا قبول ہوئی جو بمبئی میں داخل ہونے پر وائٹ وے لیڈلا کمپنی کے پاس سے گزرتے ہوئے کی گئی تھی اور وہ دعا یہ تھی کہ:-

"اے خدا اے خالق مالک بحر وبر اے پادشاہ ارض وسما۔ تو اپنی تدبیر اور رحم سے فضل آلہی کو بھی اس دوکان سے چیزیں خریدنے کی توفیق دینا۔ تو تو قادر اور ارحم الراحمین ہے۔"

یہ جو کچھ بھی ہوا۔ خدا تعالیٰ کے تصرف اور منشاء کا نتیجہ تھا۔ اور نہایت دلکش پیرائے میں

خودکنی وخودکنانی کار را
خودتورونق دہی آں بازار را

کا ایک پوشیدہ اور چھپا ہوا پیغام تھا۔ والسلام۔

آئندہ انشاءاللہ تعالےٰ

خودکنی وخودکنانی کار را

کے زیر عنوان یہ لکھا جائیگا۔ کہ خاکسار نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں کیسے کیسے صداقت کے شیدائیوں اور کیسے کیسے صداقت کے دشمنوں کو دیکھا۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خودکنی وخودکنانی کار را
خودتورونق دہی آں بازار را

کے زیر عنوان پہلے بھی ایک مضمون ہدیہ ناظرین کیا جاچکا ہے۔ ذکر کردہ الفاظ مبارک بظاہر تو چند حروف ہی کا ایک مجموعہ ہیں۔ لیکن بغور دیکھنے والے مذہبی انسانوں کے لئے یہ چند حروف بھی عرفان آلہی اور اس عبرت کی ایک تفسیر ہیں۔ ہر ایک انسان خدا تعالیٰ کے قول مبارک لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے ماتحت کچھ نہ کچھ نیک جذبات اپنے اندر رکھتا ہے بہت سے انسانوں کو اپنے اندر چھپے ہوئے نیک جذبات وارادات کے اظہار کا موقعہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مل جاتا ہے۔ اور بہت سے ایسے انسان ہیں جن کو اپنے نیک جذبات اور ارادات کے اظہار کا موقعہ اپنی کسی غلطی یا کمزوری یا خدا تعالےٰ کے کسی چھپے ہوئے ارادہ کے ماتحت نہیں ملتا۔ مبارک ہیں وہ انسان جن کو خدا تعالےٰ کے فضل ورحم سے اپنے نیک جذبات وارادات کے اظہار کی توفیق اپنی زندگی میں ہی مل جائے۔

درحقیقت نیک جذبات وخیالات کا اظہار نوع انسان کے اندر نیکی کے بیج کی کاشت ہے۔ اور اور خدا تعالےٰ کے منشاء اور ارادہ ابدی کو پورا کرنا ہے خدا تعالےٰ کے انبیاء اپنے اپنے زمانوں میں انہیں منور کرنے کے اندر نیکی کی تخم ریزی خدا تعالےٰ کے ارادہ قدیمی کو احسن طور پر پورا کرنے کی خاطر کرتے رہے ہیں۔

خاکسار بھی اپنی طاقت وقوت کے موافق خدا تعالےٰ کے فضل ورحم پر بھروسہ کرتے ہوئے نیکی کی تخم ریزی کا ہی جذبہ ایمان رکھتا ہے۔ کہ خدا تو اپنے رحم وکرم سے ہمیں بھی نیک خیالات کے اظہار پر توفیق اور زمانہ عنایت فرما۔ تو تو ارحم الراحمین ہے۔

خاکسار پر ایک وقت تھا۔ اور ایک زمانہ تھا۔ کہ نیکی اور نیک خیالات کے اظہار کو ریا وغرور سمجھتا تھا۔

چونکہ ریا خدا تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اس خیال سے کبھی بھی کہیں نیکی کا اظہار نہ کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ خدا تعالےٰ نے دل سے یہ خیال کہ نیکی کا اظہار ہی نہ کیا جائے نکال ڈالا۔ اور اس خیال کی جگہ یہ خیال پیدا کر دیا کہ اگر ظاہر اور باطن کے ایمانی خیالات یکساں ہوں تو پھر نیکی اور نیک خیالات کے اظہار بہت زیادہ ثواب اور اجر کے موجب ہیں۔

خدا تعالےٰ کا ارشاد۔ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین اس طرف رہبری کر رہا ہے خاکسار کے خیال کی یہ ذکر کردہ تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک ؎

خودکنی وخودکنانی کار را

کی مصداق ہے۔

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ

حضرت سید ناصر شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گذشتہ سے پیوستہ

شاہ صاحب کی موجودہ شادی الہام الٰہی کے ماتحت ہوئی

شاہ صاحب کی موجودہ شادی کا واقعہ بھی عجیب واقعہ ہے۔ جسے شاہ صاحب نے یوں بیان فرمایا تھا۔

غالباً سنہ ۱۸۹۸ء کا ذکر ہے۔ کہ میں قادیان آیا۔ میری پہلی بیوی فوت ہو چکی تھی۔ پھر دوسری شادی کی وہ بھی فوت ہو گئی۔ پھر تیسری شادی کی۔ مگر اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جب میں قادیان آیا تو حافظ حامد علی صاحب نے کہا کہ حضرت صاحب سے کیوں نہیں کہتے۔ دنیا میں سب خواہشات سے بڑھ کر اولاد کی خواہش ہوتی ہے۔ حضرت صاحب سے کہکر دوسری شادی کر لو۔ میں نے کہا مجھے آئے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔ مگر حضور سے باتیں کرنے کا موقع اب تک نہیں ملا۔ تم خود جاکر کہو۔ انہوں نے کہا اچھا میں بھی جاتا ہوں۔ غرض وہ حضور علیہ السلام کے پاس چلے گئے۔

اور عرض کیا۔ کہ ناصر شاہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا "اندر بلا لاؤ" اگست کا مہینہ تھا۔ گرمی کے دن تھے۔

میں حضور کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا یہاں گرمی ہے۔ اور باہر دالان میں دری بچھی ہوئی تھی وہاں جاکر بیٹھ گئے۔ حافظ حامد علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور ان کے اولاد نہیں ہوتی۔ آپ ان کو دوسری شادی کی اجازت دیں۔ اور ساتھ ہی حافظ صاحب نے دو تین رشتے بھی بتائے۔ حضور نے فرمایا:- **شاہ صاحب آپ کا کیا خیال ہے**

اولاد تو ہونی ضروری ہے۔ آپ کی شادی کو کتنے سال ہوئے ہیں؟

میں نے عرض کیا کہ دس بارہ سال ہوئے ہیں۔ فرمایا

دس بارہ سال کوئی بڑی بات نہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ بیس پچیس سال بعد بھی اولاد ہوتی ہے۔ حامد علی صاحب! دوسری شادی ان کے لئے بڑا مجاہدہ ہے آپ سید ہیں۔ ان کے بھائی ہیں۔ بھاوج ہے۔ بیوی ہے۔ پھر سید ہیں۔ ہمارے خیال میں بہتر ہے کہ آپ پانچ سال اور انتظار کریں۔ ہم بھی دعا کریں گے اور مولوی صاحب (خلیفہ اول رضؓ) سے دوا بھی کر لیجئے

خدا قادر ہے۔ شاید ان میں سے ہی اولاد ہو جائے۔

میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا۔ پھر [illegible] سے چلا گیا۔ حضور کے ارشاد پر پانچ سال بھی گزر گئے۔ اس اثناء میں میں نے کبھی یاد نہیں کرایا۔

چھٹے سال میں یہاں چھٹی پر آیا۔ ان دنوں میاں بشیر احمد صاحب کا بڑا دالان نیا مہمان خانہ بنا تھا۔ مجھے بھی وہیں جگہ ملی۔ اوپر حضرت صاحب رہتے تھے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ پانچ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ مگر مجھے حضور سے ذکر کرتے شرم محسوس ہوتی تھی۔ کہ کس طرح حضور سے عرض کیا جائے۔

دو تین راتیں میں دعا کرتا رہا۔ کہ خدایا میں گنہگار اور عاجز ہوں۔ مجھے الہام کہاں ہو سکتا ہے۔ میرے بزرگ جو اوپر رہتے ہیں تو ان کو اس معاملہ کے متعلق تحریک کر۔

ان دنوں مفتی محمد صادق صاحب روزانہ ڈائری لینے کے لئے آتے تھے۔ میں بھی روزانہ دیکھ لیا کرتا تھا۔ تیسرے یا چوتھے روز میں نے ڈائری دیکھی۔ اس میں ایک یہ بھی الہام درج تھا۔ کہ

"بہتر ہے اور نکاح کر لو"

اس کے نیچے لکھا تھا "معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس کی نسبت ہے"

غرض میں الہام پڑھ کر ہنس پڑا۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ تم کیوں ہنسے؟ مگر میں نے ٹال دیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ میری دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ حضور کو یہ الہام ہوا۔

مولوی عبداللہ صاحب سنوری میرے دوست تھے۔ ان سے بے تکلفی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے پھر شادی کے بارہ میں حضرت صاحب کو یاد نہیں کرایا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو ذکر نہیں کیا۔ مولوی صاحب کہنے لگے ابھی رقعہ لکھو غرض حضور علیہ السلام کو رقعہ لکھا۔ حضور فوراً باہر تشریف لے آئے۔ اور معزز مہمانوں کا باورچی خانہ تھا حضور صحن میں ٹہلنے لگ گئے۔ مولوی عبداللہ صاحب نے مجھے کہنی ماری کہ حضرت صاحب سے کہو۔ میں نے کہا تم۔ خیر حضور سے ذکر ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ "کتنے سال ہو گئے ہیں" میں نے عرض کیا پانچ سال سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

آپ ٹہلتے ٹہلتے رک گئے۔ اور فرمایا "شاہ صاحب! آپ نے بڑا استقلال دکھایا۔ اب خدا کے نزدیک آپ سچے ہیں۔ آپ دوسرا نکاح کر لیں۔ پھر آپ ٹہلنے لگ گئے۔ اور عین اسی جگہ جہاں پہلے ٹھہر گئے تھے رک کے

فرمایا:- **آپ نے کوئی جگہ تجویز بھی کی ہے؟**

میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے کوئی تجویز نہیں کی آپ عین اسی جگہ ٹہلتے ٹہلتے کھڑے ہو گئے اور فرمایا:-

آپ کو کس ملک میں پسند ہے کشمیر میں۔ ہندوستان میں۔ پنجاب میں ہم خود خیال رکھیں گے۔ آپ بھی خیال رکھیں۔

میں نے کہا بہت اچھا۔ مفتی محمد صادق صاحب ظہر کی نماز میں گئے۔ تو فرمایا:-

مفتی صاحب ایک نوٹ اخبار میں شائع کر دیں۔ آپ کا نام نہ ہو۔ بلکہ حالات ہوں۔

مفتی صاحب نے ایک لمبا نوٹ لکھ کر حضرت صاحب کو دکھایا۔ آپ نے سر ہلایا اور فرمایا:-

اس طرح نہیں۔ کاغذ لاؤ ہم خود لکھیں گے

حضور نے کاغذ قلم دوات لے کر اس وقت نوٹ لکھا

کہ ایک معزز شخص ریاست میں ملازم ہے۔ اس کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے اگر کوئی صاحب چاہیں تو ہم سے خط و کتابت کریں۔

پھر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:-

جو خط آئیں گے ہم رجسٹری کر کے آپ کو بھیج دیں گے۔ آپ بھی خط رجسٹری بھیجیں۔

میرے جانے کے بعد روزانہ بہت سے خطوط آتے۔ حضور وہ مجھ کو بھیج دیتے۔ اور میں اپنے بڑے بھائی فضل شاہ صاحب کو دیتا۔ کہ آپ مختار ہیں جس جگہ کو مناسب سمجھیں۔ لکھدیں۔ غرض ہندوستان سے بھی خط آگئے پنجاب سے بھی آگئے۔ کشمیر سے بھی آگئے۔

ایک دن حضرت ام المومنین نے حضرت صاحب سے فرمایا۔ آپ سید ناصر شاہ صاحب کی شادی کی فکر میں ہیں۔ مگر آپ کے پاس مرزا یعقوب بیگ صاحب کی ہمشیرہ ہے۔ آپ نے دیکھی ہوئی ہے۔ ان سے شادی کرا دو۔ حضور علیہ السلام نے یہ بات مجھے لکھی۔ کہ گھر میں اس طرح کہا گیا ہے اس کے متعلق آپ اپنی رائے لکھیں۔